سپریم کورٹ رپورٹس (1996) SUPP. 8 ایس سی آر

گجانان

بنام

ریاست مہاراشٹرا

20 نومبر 1996

[ڈاکٹر اے۔ ایس۔ آنند اور کے۔ ٹی۔ تھامس، جسٹسز]

تعزیرات ہند 1860:

دفعہ 302/34 — اپیل گزار اور ایک دوسرے کے خلاف قتل کا مقدمہ چلایا گیا — ٹرائل کورٹ نے انہیں یہ کہتے ہوئے بری کر دیا کہ عینی شواہد ہونے کا دعوی کرنے والے گواہوں نے اصل واقعہ نہیں دیکھا۔ ان کی گواہی اعتماد پیدا نہیں کرتی ہے اور طبی شواہد سے متصادم ہے۔ مبینہ ماورائے عدالت اعتراف استغاثہ کی جانب سے اپنے کیس کی توثیق کے لیے متعارف کرایا گیا تھا۔ یہ واقعہ استغاثہ کے تجویز کردہ طریقے سے نہیں ہوا — اپیل پر عدالت عالیہ نے اپیل کنندہ کو دفعہ 302 کے تحت مجرم قرار دیا اور شریک ملزم کو بری کرنے کو برقرار رکھا — کہا، عدالت عالیہ کو بریت کے حکم میں مزید مداخلت نہیں کرنی چاہئے تھی تا کہ جب ٹرائل کورٹ کی طرف سے دی گئی وجوہات نہ تو غلط تھیں اور نہ ہی غیر معقول تھیں — ٹرائل کورٹ نے اپیل کنندہ کو بری کرنے کے لئے ٹھوس اور کافی وجوہات پیش کیں — عدالت عالیہ نے دی گئی وجوہات کو دور نہیں کیا۔ ٹرائل کورٹ نے بریت کے حکم کو ناراض کرتے ہوئے عدالت عالیہ کے فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا۔

مجموعہ ضابطہ فوجداری، 1973:

دفعہ 378 – بریت کے خلاف اپیل – بریت کے خلاف اپیل کے معاملے سے نمٹنے میں عدالتی نقطہ نظر میں احتیاط، محتاط اور ذمہ دار ہونا چاہئے – عدالت عالیہ نے ان سلامی اصولوں کو نظر انداز کیا اور غلط طریقہ کار اپناتے ہوئے بریت کے ایک اچھے حکم میں غلط مداخلت کی۔

فوجداری اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 708 آف 1991۔

1985 کی فوجداری اپیل نمبر 285 میں بمبئی عدالت عالیہ کے 89-8-11 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے لوکیش کمار اور آر۔ ایس۔ سوڑھی۔

مدعا علیہ کی طرف سے ڈی۔ ایم۔ نارگولکر اور ایس۔ ایم۔ جادھو۔

عدالت کا فیصلہ درج ذیل سنایا گیا:

10 ستمبر 1984 کو پیش آنے والے واقعہ کے سلسلے میں بلڈھانا کے سیشن جج کے ذریعہ دنیا دیو کے ساتھ اپیل کنندہ پر آئی پی سی کی دفعہ 302/34 کے تحت درخواست گزار کے خلاف مقدمہ چلایا تھا جس میں سویا بھان کے سر پر چوٹ لگنے کے نتیجے میں کھوپڑی کی ہڈی کو کئی فریکچر ہو گئے تھے۔ نچلی عدالت نے پایا کہ گنگو بائی، پی ڈبلیو 2 اور پی ڈبلیو 3 کی اوکنڈا، جنہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ انہوں نے متوفی کو سر پر بھاری پتھر سے مارنے کے بعد "گھسیٹا" (کھینچا) دیکھا تھا، انہوں نے دراصل اس واقعہ یا اس کے کسی حصے کو نہیں دیکھا تھا اور ان کے ثبوتوں سے اعتماد پیدا نہیں ہوا تھا۔ نچلی عدالت نے پی ڈبلیو 9 کے ڈاکٹر کاشی ناتھ موتی رام کے ذریعہ فراہم کردہ طبی ثبوتوں کا بھی حوالہ دیا اور پایا کہ پی ڈبلیو 2 اور پی ڈبلیو 3 کے ذریعہ دیا گیا بیان طبی رائے سے متصادم تھا۔ ٹرائل کورٹ نے مزید رائے دی کہ استغاثہ کے کیس کو تقویت دینے کے لئے درخواست گزار کے مبینہ ماورائے عدالت اعترافی خط اقتباس صفحہ 22 کو پیش کیا تھا۔ یہ کہا گیا تھا کہ استغاثہ کے ذریعہ الزام لگائے گئے مقصد کو ثابت نہیں کیا گیا تھا اور یہ واقعہ استغاثہ کے ذریعہ تجویز کردہ طریقے اور جگہ پر نہیں ہوا تھا۔ ٹرائل کورٹ نے ان نتائج کی بنیاد پر اپیل کنندہ اور اس کے شریک ملزمین کو بری کر دیا۔

عدالت عالیہ نے بریت کے خلاف ریاست کی اپیل پر فیصلے کو بدل دیا اور اسے آئی پی سی کی دفعہ 302 کے تحت جرم کا قصوروار ٹھہرایا اور عمر قید کی سزا سنائی، لیکن شریک ملزم کی بریت کو برقرار رکھا کیونکہ ریاست کے وکیل نے اس کی بریت کے خلاف اپیل پر زور نہیں دیا تھا۔

ہم نے فریقین کے وکیلو کو سنا ہے اور ریکارڈ پر موجود ثبوتوں کا تنقیدی تجزیہ کیا ہے۔

عدالت عالیہ نے بریت کے خلاف اپیل سے جس طرح نمٹا ہے اس سے بہت کچھ مطلوب ہے۔ عدالت عالیہ نے پی ڈبلیو2 اور پی ڈبلیو3 کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا جیسے وہ واقعہ کے عینی شاہد ہوں اور رائے دی کہ ٹرائل کورٹ کا یہ تبصرہ کہ "اس معاملے میں کوئی براہ راست ثبوت نہیں ہے" واضح طور پر غلط ہے۔ عدالت عالیہ کے الفاظ میں، ''صرف اس لیے کہ ان گواہوں نے پتھر سے اصل حملہ نہیں دیکھا، ان کے ٹھوس ثبوتوں کو رد نہیں کیا جا سکتا۔'' ہم ٹرائل کورٹ پر تنقید کے جواز کو سمجھنے سے قاصر ہیں جیسا کہ اوپر دیکھا گیا ہے۔ اگر عدالت عالیہ نے خود پایا کہ پی ڈبلیو2 اور پی ڈبلیو3 نے متوفی پر اصل حملہ نہیں دیکھا تھا تو ان کے ساتھ حملے کا براہ راست ثبوت فراہم کرنا بالکل بھی قابل فہم نہیں ہے۔ اسی طرح خط اقتباس صفحہ22 پر بات کرتے ہوئے عدالت عالیہ نے ٹرائل کورٹ کی جانب سے پی ڈبلیو7 کے ثبوتوں پر عدم اعتماد کی وجوہات اور خط اقتباس صفحہ 22 کی بازیابی پر غور کیے بغیر رائے دی کہ اس خط میں ایک جملہ اعتراف جرم کے مترادف ہے اور ماورائے عدالت اعتراف کے ایک ٹکڑے کے طور پر اسی پر انحصار کرتا ہے۔ عدالت عالیہ نے بظاہر اس بات کو نظر انداز کر دیا کہ ریکارڈ پر نام کے قابل کوئی ثبوت نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ خط اقتباس صفحہ22 اپیل کنندہ نے لکھا تھا۔ درخواست گزار نے دفعہ 313 فوجداری طریقہ کار کے تحت اپنے بیان میں خط لکھنے سے انکار کیا۔ پی ڈبلیو7 جس نے درخواست گزار سے خط وصول کرنے کا دعویٰ کیا تھا، اپیل کنندہ کے ساتھ ایک مزدور کے طور پر کام کر رہا تھا اور اپنے اعتراف پر اسے اپیل کنندہ کی طرف سے کبھی کوئی خط موصول نہیں ہوا تھا اور نہ ہی اس کے پاس اس کی لکھائی دیکھنے کا کوئی دوسرا موقع تھا۔ تو پھر پی ڈبلیو7 کے ثبوت کو یہ ثابت کرنے کے لئے کس طرح کافی سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ اپیل کنندہ اور اپیل کنندہ ہی تھے جنہوں نے خط اقتباس صفحہ22 لکھا تھا؟ استغاثہ نے اپیل کنندہ کی لکھائی کو ثابت کرنے کے لئے کوئی دوسرا ثبوت پیش نہیں کیا۔ کسی ماہر کا بھی معائنہ نہیں کیا گیا۔ اس کے باوجود، خط اقتباس صفحہ22 کو مجموعی طور پر پڑھنے سے ہمیں نہیں لگتا کہ درخواست گزار نے کوئی ماورائے عدالت اعتراف کیا ہے، یہ دلیل کی خاطر کہ خط اپیل کنندہ نے لکھا تھا۔ واضح

طور پر عدالت عالیہ نے یہ کہنے میں غلطی کی کہ اقتباس صفحہ 22 اپیل کنندہ نے لکھا تھا یا یہ کہ خط ماورائے عدالت اعتراف کے مترادف ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ عدالت عالیہ نے استغاثہ کے ثبوتوں میں کچھ واضح کمزوریوں کو بھی نظر انداز کر دیا ہے۔ استغاثہ کے مطابق یہ واقعہ گووندشندے کے کھیت میں پیش آیا۔ درخواست گزار پر الزام ہے کہ اس نے شدید زخمی شخص کی لاش کو تقریباً 50 فٹ کی دوری تک گھسیٹا اور ربانی کے کھیت میں چھوڑ دیا۔ اس ثبوت کو پیش کرنے کی وجہ تلاش کرنا زیادہ دور نہیں ہے۔ جب تک درخواست گزار کی طرف سے یہ عمل نہیں کیا جاتا، پی ڈبلیو2 اور پی ڈبلیو3 جو ٹریک روڈ پر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، اپیل کنندہ کو گھسیٹتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے تھے یا ان کی شناخت نہیں کر سکتے تھے۔ درخواست گزار کی جانب سے لاش کو گووندشندے کے کھیت سے ربانی کے کھیت میں گھسیٹنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی سوائے اس کے کہ وہ اپنی شناخت کر سکے۔ ایسا لگتا ہے کہ متوفی کو گھسیٹنے کی کہانی اس لیے پیش کی گئی تھی تاکہ متوفی کی بیوی پی ڈبلیو2 یہ دعویٰ کر سکے کہ اس نے درخواست گزار کو ربانی کے کھیتوں میں لاش پھینکنے کے بعد بھاگتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس کے ساتھ مل کر ایک اور کہانی سنائی ہے۔ تفتیشی افسر نے تفتیشی رپورٹ میں گھسیٹنے کی کہانی کی حمایت کرتے ہوئے دکھایا کہ گھسیٹنے کے نشانات تھے۔ متوفی کی ٹانگوں اور جسم کے دیگر حصوں پر۔ تاہم پوسٹ مارٹم کرنے والے پی ڈبلیو1 نے واضح طور پر کہا کہ متوفی کے جسم پر ایسے کوئی نشانات نہیں پائے گئے تھے اور سر پر چوٹ کے علاوہ متوفی کے جسم پر کوئی اور چوٹ نہیں پائی گئی تھی۔ پی ڈبلیو1 نے واضح طور پر کہا کہ اگر لاش کو گھسیٹا گیا اور کچی سطح کے ساتھ رابطے میں لایا گیا تو اس سے خراشیں پیدا ہو سکتی تھیں لیکن متوفی کے جسم پر کچھ بھی نہیں پایا گیا تھا۔ جس طرح تفتیشی افسر نے اقتباس صفحہ 22 کے ذریعے گھسیٹنے اور ماورائے عدالت اعتراف جرم کی کہانی پیش کرنے کی کوشش کی، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تحقیقات منصفانہ نہیں تھیں اور عدالت عالیہ اس پہلو کو مدنظر رکھنے میں ناکام رہی۔

ٹرائل کورٹ نے اپیل کنندہ کو بری کرنے کے لئے ٹھوس اور کافی وجوہات پیش کیں۔ عدالت عالیہ کو بری کرنے کے حکم میں زیادہ مداخلت نہیں کرنی چاہیے تھی جب ٹرائل کورٹ کی طرف سے دی گئی وجوہات نہ تو غلط تھیں اور نہ ہی غیر معقول تھیں۔ عدالت عالیہ نے بریت کے حکم کو پریشان کرتے ہوئے ٹرائل کورٹ کی طرف سے دی گئی وجوہات کو رد نہیں کیا۔ اگرچہ بریت اور سزا کے خلاف اپیلوں سے نمٹنے میں عدالت عالیہ کے اختیارات کے بارے میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا ہے اور اسے تمام ثبوتوں کا جائزہ لینے اور آزادانہ نتائج

تک پہنچنے کا پورا اختیار ہے، پھر بھی عدالت عالیہ کو ٹرائل کورٹ کے نتائج میں مداخلت کرنے میں سست روی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے، بشرطیکہ وہ غلط یا غیر معقول نہ ہوں۔ بریت کے خلاف اپیل کے معاملے سے نمٹنے کے لئے عدالتی نقطہ نظر کو احتیاط، محتاط اور ذمہ دار ہونا چاہیئے۔ بدقسمتی سے عدالت عالیہ نے ان سلامی اصولوں کو نظر انداز کر دیا اور غلط طریقہ اختیار کرتے ہوئے بریت کے حکم میں مداخلت کی۔ عدالت عالیہ کے اس حکم کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا جس میں درخواست گزار کو دفعہ 302 پی سی کے تحت جرم کے لئے مجرم قرار دیا گیا اور عمر قید کی سزا سنائی گئی۔

لہٰذا ہم اس اپیل کو قبول کرتے ہیں اور عدالت عالیہ کے 11 اگست 1989 کے فیصلے کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور ٹرائل کورٹ کے ریکارڈ کے مطابق اپیل گزار کو بری کرنے کے فیصلے کو برقرار رکھتے ہیں۔ اپیل کنندہ، اگر جیل میں ہے، تو اگر کسی دوسرے معاملے میں ضرورت نہ ہو تو اسے فوری طور پر حراست سے رہا کر دیا جائے گا۔

آر۔پی۔

اپیل منظور کی جاتی ہے

Meraj U Din Sofi
2024.07.16 11:34
I am the author of this
document